صوبہ گجرات کے دینی مدارس

محمد شہزاد سلیم (مدرسہ معہد الخلیل الاسلامی)

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈھابیل: (قدیم سملک) میں قائم، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین کا شمار ہندوستان کے بڑے تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ جو گذشتہ ۷۵/ برس سے دین اور علوم اسلامیہ کی خدمت میں مصروف ہے اور یہ مدرسہ علمی خدمات پر مشتمل ایک تابناک تاریخ کا حامل ہے۔ اس کی بنیاد ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء کو علامہ محمد حسن سملکیؒ نے سملک نامی چھوٹے سے قصبے میں رکھی اور تھوڑے ہی عرصہ میں مدرسہ نے بہت ترقی کی اور علماء مخلصین و نیک سیرت مدرسین کی کاوشوں سے مدرسہ نے جامعہ کی صورت اختیار کرلی۔ جب مدرسہ کا دائرہ کار وسیع ہوا تو ڈھابیل میں اس کی مستقل عمارت قائم ہوگئی۔ علامہ محمد حسن سملکیؒ نے افریقہ میں موجود گجراتی برادری سے مالی معاونت کے سلسلہ میں رخت سفر باندھا، مگر زندگی نے مزید ساتھ نہ دیا اور آپ انتقال کرگئے۔

۱۳۳۹ھ میں بار نظامت علامہ احمد بزرگ سملکیؒ نے اپنے کاندھوں پر لیا۔ آپ، حضرت علامہ قطب الارشاد مفتی رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد، بلند پایہ عالم، صالح اور متقی تھے۔ آپ کے زمانہ اہتمام میں مدرسہ نے بھرپور ترقی کی۔ محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، شارح مسلم علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرۃ مولانا ادریس کاندھلوی، علامہ مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی اور مولانا بدر عالم میرٹھی رحمہم اللہ جیسے بڑے علماء کا اس مدرسہ میں آنا، آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ ان علماء کرام و مشائخ عظام کے آنے کا گجرات کے مسلمانوں کی اصلاح اور یہاں علمی فضا پیدا کرنے میں بڑا اثر رہا اور علم کے پیاسے طلباء و علماء نے کثرت سے اس علاقے کا رُخ کیا اور اس کا شہرہ چہار دانگ عالم میں پھیل گیا۔

۱۳۶۱ھ میں شیخ احمد بزرگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذاتی وجوہات کی بناء پر اپنے عہدے سے معذرت کرلی اور شیخ مفتی محمد اسماعیل بسم اللہ ڈھابیلی کو مدرسہ کا مہتمم مقرر کیا۔ آپ نے جامعہ کو توسیع دینے اور اس کے علمی مقام کو بام عروج عطا کرنے میں شبانہ روز محنت کی۔ شیخ اسماعیل مشہور مفتی اور کامیاب مدرس تھے۔ ۱۳۷۱ھ میں آپ نے صحت کی خرابی کے باعث اپنے عہدے سے سبکدوشی اختیار کی اور مدرسہ کا نظام شیخ احمد بزرگؒ کے صاحبزادے فضیلۃ الشیخ علامہ محمد سعید سملکیؒ کے سپرد رہا۔ آپ ایک متواضع عالم تھے اور علماء وصلحاء کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے تھے۔ آپ نے تمام ہی شعبوں میں بہترین کارکردگی دکھائی۔ اس وقت مدرسہ کے مہتمم شیخ احمد بزرگؒ کے پوتے مولانا احمد بن سعید بزرگ دامت برکاتہم ہیں۔ مدرسہ کے شیخ الحدیث مولانا احمد صاحب خانپوری اور مولانا واجد حسن صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ مدرسہ

میں اس وقت ۵۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ میں ایک کتب خانہ بھی ہے جسے گجرات میں موجود دیگر دینی کتب خانوں میں سب سے وسیع شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں مختلف زبانوں میں مختلف فنون سے متعلق ۲۰،۰۰۰ سے زائد کتابیں موجود ہیں۔

۱۹۷۵ء میں رئیس جامعہ کی دعوت پر سابق شیخ جامعۃ الازہر عبدالحلیم محمودؒ یہاں تشریف لائے اور یادداشتی اوراق میں اپنے تاثرات کا یوں اظہار فرمایا: ''آج ہمیں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈھابیل کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہاں کا نظام اور طلباء کی علم وادب سے آراستگی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اس جامعہ کے منتظمین کو کامیابی وتوفیق راست نصیب فرمائے اور ساتھ ہی بندہ جناب مدیر اور محترم اساتذہ کرام کا مشکور ہے انہوں نے بندہ کو دستارِ فضیلت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس کی اہلیت نصیب فرمائے اور ہمارے ساتھ اعزاز وکرام کا معاملہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔'' عبدالحلیم محمود، شیخ الازہر''۔

دارالعلوم اشرفیہ ـــــ راندیر (سورت): اس مدرسہ کی بنیاد ۱۲۸۱ھ بمطابق ۱۸۷۶ء کو راندیر میں رکھی گئی۔ اسے شیخ اسماعیل اشرف راندیریؒ نے مسلمان بچوں کو علوم اسلامیہ کی تعلیم دینے کے لئے قائم کیا۔ اس کے قیام کی طرف توجہ حضرت شاہ محمد اسحاق دہلوی ومحدث احمد علی سہارنپوری رحمہما اللہ نے دلائی تھی۔ اس کی مالی معاونت برما اور افریقہ میں مقیم گجراتی تاجروں نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ اس مدرسہ کے پہلے مہتمم قاضی رحمۃ اللہ بن احمد اللہ تھے۔ پھر انہوں نے ۱۳۴۶ھ، ۱۹۲۶ء اہتمام کی ذمہ داریاں شیخ محمد اشرف راندیری رحمہ اللہ کے سپرد کیں۔ آپ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ دین کی اشاعت اور بدعات وخرافات کے قلع قمع کرنے میں شیخ محمد اشرفؒ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ آپ گجرات کے گردونواح اور دیگر شہروں میں تبلیغی دورے کرتے رہے۔ نیز گجراتی زبان میں دینی کتب کو شائع کرتے رہے اور اس سلسلے میں ۱۵۰ کتابیں طبع کراکے تقسیم کرچکے ہیں اور ہر مہینہ ''وہرہ سماچار'' (گجراتی اخبار) میں مسائل وفتاویٰ لکھتے رہے۔ جزاہم اللہ۔

اس مدرسہ کے پہلے مدرس حضرت علامہ محدث احمد علی سہارنپوریؒ کے شاگرد علامہ شیخ برکۃ اللہ تھے۔ اس وقت مدرسہ کے شیخ الحدیث شیخ احمد رضا اجمیریؒ کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم ہیں اور مولانا اشرف راندیریؒ کے پوتے مولانا اسماعیل اشرف دامت برکاتہم مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ اس مدرسہ سے ۵۰۰ سے زائد علماء، ۸۵ سے زائد حفاظ اور تقریباً ۴۰۰ قراء فارغ التحصیل ہوچکے ہیں۔ اساتذہ کی تعداد ۲۵ اور دارالاقامہ میں طلباء کی تعداد ۵۰۰ ہے۔

جامعہ حسینیہ ـــــ راندیر (سورت): راندیر میں جامعہ حسینیہ کے نام سے ایک اور عربی مدرسہ ہے جسے ۱۳۳۵ھ۔ ۱۹۱۷ء کو فضیلۃ الشیخ محمد حسین راندیری، شیخ محمد ابراہیم، شیخ حافظ احمد رحمہم اللہ جیسے اصحاب علم وفضل کی جماعت نے قائم کیا اور اس مدرسہ میں تعلیم کی ابتداء بروز جمعہ بعد نماز عصر محدث کبیر شارح ابوداود صاحب بذل المجہود حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کی دعا سے ہوئی۔ شیخ محمد حسین راندیریؒ بڑے عالم اور داعی مخلص تھے۔ آپ نے علماء وصلحاء کی ایک جماعت کے ساتھ علوم اسلامیہ کی نشرواشاعت میں انتھک کوشش کیں۔ ان کے بعد علامہ شیخ محمد ابراہیم راندیریؒ مدرسہ کے مہتمم

مقرر ہوئے اور آپ کے بعد ۱۳۷۳ھ سے ۱۳۹۶ھ تک آپ کے صاحبزادے شیخ محمد سعید راندیری نے زمامِ اہتمام سنبھالی۔ جامعہ نے آپ کے دور میں بڑی ترقی کی۔ ۱۳۹۶ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ آج کل مدرسہ کا اہتمام شیخ حافظ محمد اسماعیل راندیری دامت برکاتہم سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ نیک، صالح، خوش اخلاق شخصیت کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی عمر وعمل میں برکت عطا فرمائے، آمین۔ اس وقت مدرسہ کے رئیس المدرسین شیخ احمد اللہ صاحب ہیں۔ آپ بڑے عالم اور کہنہ مشق خطیب ہیں۔ آپ کے بیانات سے گجرات، افریقہ، برما اور دیگر علاقوں کے مسلمانوں کو بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اس جامعہ سے ۵۵۸ علماء، ۶۱۰ حفاظ سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ اساتذہ کی تعداد ۳۰ اور طلباء کی تعداد ۳۵۰ ہے۔

دار العلوم فلاح دارین ــــ ترکیسر ضلع سورت: سورت سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر ترکیسر واقع ہے۔ یہ خطہ علماء وحفاظ کی کثرت کی وجہ سے امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ تین ہزار مسلمانوں پر مشتمل اس آبادی میں حفاظ کی تعداد ڈھائی سو اور علماء ۱۰۰ سے زائد ہیں۔ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹۶۴ء کو اس مبارک بستی میں یہاں کے علماء وتجار نے ایک بڑے عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی جس کا نام جامعہ دار العلوم فلاح دارین رکھا۔ اس کے بانیین میں سے چند کے نام یہ ہیں: شیخ آدم پٹیل، شیخ غلام محمد نور گیت، حاجی غلام محمد راوت، حاجی یوسف راوت، حاجی موسیٰ راوت وبرادران۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد مفکر اسلام علامہ سید ابوالحسن ندویؒ نے اپنے ہاتھوں سے رکھا۔ علماء وصلحاء کی ایک بڑی جماعت نے اس تقریب میں شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر علامہ ابوالحسن ندویؒ نے پرسوز دعا کرائی۔ اس موقع پر تمام ہی آنکھیں اشکبار تھیں۔ انہی نیک لوگوں کی دعا کی برکت سے مدرسہ کے تمام معاملات آسان ہوتے چلے گئے اور تھوڑی ہی مدت کے اندر مدرسہ میں ابتدائی درجوں سے عالمیہ اور تخصص فی تفسیر القرآن الکریم اور تخصص فی القرأۃ والتجوید تک پڑھائی شروع ہوگئی۔ اتنی کم مدت قیام کے باوجود یہ مدرسہ اپنے عمدہ نظام تعلیم، عربی وانگریزی پر خاص توجہ، بہترین عمارت، خوب صورت باغات کی وجہ سے دیگر مدارس اسلامیہ میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے ہند وبیرون ہند سے طلباء نے کثرت سے اس مدرسہ کی طرف رجوع کیا اور اس کامیابی کا تمام تر سہرا مدرسہ کے مخلص بانیوں اور محنتی اساتذہ کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

مدرسہ کی سند جامعہ مدینہ منورہ میں بھی مقبول ہے اور مدرسہ کا دار العلوم دیوبند اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو سے بھی گہرا تعلق ہے۔ مدرسہ کے پہلے مہتمم شیخ غلام محمد نور گت صاحبؒ تھے جو مدرسہ کے جملہ امور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے لیکن پھر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۶ء میں دیگر مصروفیات کی بناء پر اپنے عہدے سے سبکدوشی اختیار کی اور بار نظامت مولانا عبداللہ بن اسماعیل سورتی صاحب دامت برکاتہم کے سپرد کیا۔ مدرسہ فلاح دارین کے مہتمم مولانا خلیل احمد راوت دامت برکاتہم ہیں اور اساتذہ حدیث مولانا ذوالفقار علی صاحب، مولانا شبیر علی صاحب اور مولانا یوسف ٹنکاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ اس مدرسہ کو ملک وبیرون ملک کے اکابر علماء نے زیارت کا شرف بخشا۔ جامعہ

اسلامیہ مدینہ منورہ میں ادب عربی کے استاد فضیلۃ الشیخ محمد مجذوبؒ مدرسہ تشریف لائے اور یہ تعریفی کلمات تحریر فرمائے:

''یہاں کے اساتذہ، طلباء اور ادارہ کی عمدہ کارکردگی کا مجھ پر حق ہے کہ میں اپنے احساسات کا اظہار کروں۔ میں یہاں سے رخصت تو ہو رہا ہوں لیکن یہاں کئے جانے والے اعمال صالحہ کا مجھ پر جو اثر ہے، میں امید کرتا ہوں کہ یہ اعمال تمام عالم اسلام کے لئے بارآور ثابت ہوں گے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیوں کہ اسلامی ثقافت اور اسلامی تاریخ میں گجرات کا کردار نہ صرف گجرات بلکہ پورے عالم اسلام میں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ منتظمین ادارہ کو اپنے پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی امیدوں کو مثمر ثمرات کرے۔ وما ذلك على الله بعزيز۔ وصلى الله وبارك على محمد واله الطيبين الطاهرين وصحبه الاكرمين والتابعين لهم باحسان الى يوم الدين۔

محمد مجذوب: ۱۴۰۱/۲/۲۱ (یوم الجمعه)

مدرسہ سے اب تک ۲۱۷ علماء، ۱۰۷ حفاظ، ۴۵ قراء سند فراغت حاصل کر چکے ہیں۔ اساتذہ کی تعداد ۲۴ اور طلباء کی تعداد ۳۵۶ ہے۔ مدرسہ میں ایک بڑی لائبریری ہے جو سترہ ہزار عربی، فارسی اور اردو کتب پر مشتمل ہے۔

دارالعلوم بھروچ - کنتھاریہ ضلع بھروچ: ضلع بھروچ کے علاقہ کنتھاریہ میں چند علمائے ربانیین نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی (یہ بستی، بھروچ شہر سے ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے) مدرسہ کا سنگِ بنیاد حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے رکھا۔ اس کے بانیوں میں شیخ احمد بن اسماعیل رحمانی، علامہ محمود بن قاسم کانودروی، شیخ محمد اعظم منوبری، سید یحییٰ کاوی رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔ اس مدرسہ کے پہلے مہتمم شیخ محمد اعظم منوبریؒ تھے۔ آپ ایک مخلص عالم تھے، آپ مدرسہ کی تعمیر کے لئے شب و روز کوشاں رہے اور اس سلسلہ میں نہ صرف بلاد ہند بلکہ افریقہ و برطانیہ کے بھی دورے کئے اور آپ ہی کی انتھک جدوجہد کے نتیجے میں تھوڑے ہی عرصہ کے اندر مدرسہ کی عمارت قائم ہوگئی۔ اس فیضان علم سے سیرابی کے لئے بڑی تعداد میں شباب ملت وتشنگانِ علم نے رجوع کیا۔ ۱۹۷۷ء میں شیخ محمد اعظمؒ کے چھوٹے بھائی علامہ شیخ محمد اسماعیل منوبری مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے اور تاحال آپ اخلاص اور جہد پیہم کے ساتھ مدرسہ کی خدمت میں کوشاں ہیں۔ اس وقت مدرسہ کے رئیس المدرسین علامہ فاضل یعقوب بن ابراہیم سارودی ہیں جو ایک متبحر عالم ہیں۔ دارالعلوم کنتھاریہ اس وقت گجرات کا سب سے بڑا مدرسہ ہے، یہاں طلباء کی تعداد ۲۰۰۰ ہے۔

دارالعلوم ماٹلی والا (بھروچ): بھروچ کے تاریخی شہر میں دریائے نریدہ کے کنارے ایک بڑا عربی مدرسہ ہے جس کا نام دارالعلوم ماٹلی والا ہے۔ اس کی بنیاد حاجی موسیٰ ماٹلی والا اور جنوبی افریقہ میں مقیم چند دیگر گجراتی تاجروں نے ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۶ء میں رکھی۔ مدرسہ کے پہلے مہتمم شیخ محمد امین ٹنکاروی مقرر ہوئے پھر شیخ اکبر علی خانپوری اور پھر شیخ عبدالغفور نقش بندی بھروچی کا تقرر ہوا۔ رحمہم اللہ۔

شیخ عبدالغفورؒ نے مدرسہ کے انتظام اور تعلیمی نظام کی اصلاح میں انتھک کوششیں کیں۔ آپ بعض ذاتی وجوہات کی

وجہ سے اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔ آپ کے بعد علامہ یعقوب ولنوی نے زمام اہتمام سنبھالی۔ آپ اخلاص اور جہد مسلسل کے ساتھ مدرسہ کی خدمت میں عمل پیرا رہے۔ ۱۹۸۳ء میں مدرسہ کی نئی عمارت قائم کی گئی۔ اس وقت مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد اقبال ٹنکاروی دامت برکاتہم ہیں اور رئیس المدرسین دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا ابوالحسن دامت برکاتہم ہیں۔ آپ گذشتہ ۴۰ برس سے علم حدیث کی خدمات عالیہ میں مصروف ہیں۔

فائدہ: مولانا تقی الدین صاحب مظاہری سابق شیخ الحدیث فلاح دارین گجرات فرماتے ہیں کہ اسلام کی کرنیں سرزمین ہند میں قرون اولیٰ میں پہنچ چکی تھیں، ان میں صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین بھی تھے۔ تاریخ میں خصوصیت سے ربیع بن صبیح سعید بصری کا اسم گرامی ملتا ہے جو تبع تابعی ہیں، جو اس ملک میں تشریف لائے جن کے بارے میں علامہ چلپی ''کشف الظنون'' میں لکھتے ہیں: ھو اول من صنف فی الاسلام۔ اسلام کے پہلے مصنفین میں ان کا شمار ہے۔ گجرات کے ضلع بھروچ کے مقام، پہاڑ بھوت میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

دارالعلوم برودہ: برودہ میں ایک عربی مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی جہاں ابتداء سے دورۂ حدیث تک کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ مدرسہ کے مہتمم کاوی کے رہنے والے علامہ شیخ ولی سارودیؒ تھے (آپ کا حال ہی میں چار ماہ قبل انتقال ہوا ہے)۔ صدر مدرس شیخ مصلح الدین بن شمس الدین برودھوی ہیں۔ مدرسہ نے شہر سے باہر ایک وسیع زمین درسگاہوں، اساتذہ وطلباء کی رہائش ودیگر ضروریات کے لئے خریدی ہے۔ طلباء کی تعداد تقریباً ۵۰۰ ہے۔

جامعہ اسلامیہ تعلیم الاسلام ـــ آنند ضلع کھیڑا: احمد آباد سے ۵۷ کلومیٹر کے فاصلے پر آنند نامی بستی آباد ہے یہاں کے مسلمانوں کی دینی حالت بہت ابتر تھی۔ لہٰذا علامہ غلام نبی تاراپوریؒ نے ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء میں مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کے لئے جامعہ عربیہ اسلامیہ تعلیم الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں درجہ عالمیہ تک کی تعلیم دی جاتی۔ علامہ غلام نبی تاراپوری برما میں مسند افتا پر فائز تھے۔ لیکن اس مدرسہ کے قیام کے لئے انہوں نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور یہاں تشریف لے آئے۔ آپ بڑے عالم اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ آپ نے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۴۴ء تک مدرسہ کی خدمات انجام دیں۔ دراصل یہ مدرسہ پہلے بستی تاراپور میں قائم کیا گیا اور پھر ۱۹۴۴ء میں آنند منتقل کر دیا گیا۔ علامہ مفتی غلام نبیؒ کے انتقال کے بعد علامہ غلام محمد مہتمم بنے اور پھر مدرسہ کا تعلیمی دائرہ کار امید سے بڑھ کر وسیع ہوگیا۔ مدرسہ کو عمارت کے لحاظ سے شدید مشکلات کا سامنا تھا۔ لہٰذا شیخ غلام محمد افریقہ، موریشس اور دیگر ممالک کی طرف عازم سفر ہوئے۔ اصحاب خیر کی جانب سے بڑی مالی معاونت حاصل ہوئی تو آپ نے درسگاہوں، دارالاقامہ اور مدرسہ کی دیگر ضروریات کے لئے شہر سے باہر ایک وسیع زمین خریدی۔ اس وقت مدرسہ کے مہتمم مولانا عبدالرحیم گانڈی دامت برکاتہم ہیں۔ ۳۰۰ علماء، ۵۰۰ حفاظ مدرسہ سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور زیر تعلیم طلباء کی تعداد ۳۰۰ ہے۔

دارالعلوم تارہ پور: آنند سے کچھ فاصلے پر تارہ پور کا شہر آباد ہے۔ یہاں ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء میں مولانا غلام نبی تارا

پوریؒ کے صاحبزادے اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل علامہ عبدالاحد صاحب دامت برکاتہم نے مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اب مدرسہ مستقل ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ آپ ہی مدرسہ کے مہتمم وشیخ الحدیث ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ مدرسہ سے ۵۷ علماء، ۶۵ حفاظ تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور طلباء کی تعداد ۱۲۴ ہے۔

دارالعلوم چھاپی (شمالی گجرات): احمد آباد سے شمال کی جانب ۱۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر چھاپی کی بستی آباد ہے۔ ۱۹۴۵ء میں چند مخلص علماء وتاجروں نے اس علاقہ کے مسلمانوں کی دینی پیاس بجھانے کے لئے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ علامہ عبداللہ سندھیؒ اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔ ان کے بعد اہتمام کی ذمہ داری علامہ عبدالرحمٰن بن شیخ نذیر احمد پالن پوری کے سپرد ہوئی۔ آپ ایک فعال شخصیت کے مالک تھے۔ علمی، سیاسی وسماجی تمام ہی میدانوں میں آپ نے بھرپور کام کیا۔ ۱۹۷۲ء میں آپ نے اپنے عہدہ سے علاحدگی اختیار کی اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل علامہ حبیب اللہ فیروز پوریؒ کو مہتمم مقرر کیا گیا۔ آپ ایک زیرک عالم تھے۔ عربی، فارسی اور اردو میں ملکہ راسخہ رکھتے تھے۔ آپ کا شعری مجموعہ بھی طبع ہو چکا ہے۔ آپ صحیح بخاری کا درس بھی دیتے تھے۔ ان دنوں مدرسہ کے مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا غلام رسول خاموش دامت برکاتہم ہیں۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ — لونا واڑہ: مدرسہ عربیہ لونا واڑہ (شمالی گجرات) کا ایک مشہور مدرسہ ہے۔ اس کی بنیاد ۴ ذوالحجہ ۱۳۴۸ھ بمطابق مارچ ۱۹۳۰ء میں شیخ عبدالرحمٰن مالونیہؒ نے رکھی۔ آپ ۱۳۵۸ھ تک اس کے مہتمم رہے۔ آپ ایک مخلص عالم اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ انہیں اس علاقہ میں علوم اسلامیہ کو رواج دینے میں بڑی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی وفات ۱۳۵۹ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد شیخ عبدالمجید رشید مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ آپ کا دورِ اہتمام ۱۳۵۸ھ سے ۱۳۷۷ھ تک رہا۔ آپ کے بعد مدرسہ کے مہتمم دارالعلوم دیوبند کے فاضل علامہ خلیل الرحمٰن رشید بنے۔ آپ نے مدرسہ کے دائرہ کار کو وسیع کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ طلباء ومدرسین کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور مدرسہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ مدرسہ کے رئیس المدرسین شیخ محمد اسحاق مدانوی پالن پوری دامت برکاتہم ہیں جو دنیا کے شور وشغب سے دور ہمہ وقت مطالعہ وتدریس میں مشغول رہتے ہیں۔

مدرسہ الکنز المرغوب — پٹن (نہروالا): مدرسہ الکنز المرغوب کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ ۱۰۹۲ھ میں سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کے زمانے میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر ۱۳۲۵ھ میں پٹن کے چند علماء نے اس مدرسہ کو پھر سے آباد کیا۔ شیخ محمد سلیمان عزیز خانؒ اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔ آپ ۱۳۴۷ھ تک خوش اسلوبی کے ساتھ کارہائے مدرسہ انجام دیتے رہے۔ پھر شیخ احمدؒ کو مدرسہ کی ذمہ داری سپرد کی اور رجب ۱۳۵۵ھ میں شیخ احمد حجازؒ کی طرف سے سفر کر گئے اور وہیں مستقل رہنے کا قصد کر لیا اور مدرسہ ایک مدت تک ویران رہا تو شیخ محمد سعید پٹنیؒ نے مدرسہ کو پھر سے آباد

کیا۔اس وقت مدرسہ کے رئیس المدرسین مولانا محمد احمد بلیاوی صاحب دامت برکاتہم ہیں اور طلباء کی تعداد ۵۰۰ سے زائد ہے۔

مدرسہ عربیہ اسلامیہ — امداد العلوم (وڈالی): شمالی گجرات ضلع بنارس کے وڈالی نامی گاؤں میں ایک مدرسہ قائم ہے جہاں درس نظامی کے طرز پر علوم اسلامیہ وعربیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مدرسہ کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا اسماعیل مجادری دامت برکاتہم ہیں اور رئیس المدرسین مولانا فضل الرحمٰن پشاوری الدیوبندی ہیں۔آپ بڑے صاحب علم ہیں اور علم فقہ وحدیث کی تدریس کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

مدرسۃ البنات — سملک ڈھابیل: ایک عرصہ سے بنات کے لئے عربی مدارس کے قیام کی اشد ضرورت محسوس ہورہی تھی۔ چند علماء نے اس کمی کو محسوس کیا۔لہٰذا شیخ عبدالحق بن ابراہیم سملکی اور مجلس خدام الدین کے ممبران نے گجرات کی بستی سملک میں بنات کے لئے مدرسہ قائم کیا۔ یہ مدرسہ فن تعمیر کا شاہکار ہے جو تمام تر ضروریات سے آراستہ ہے۔ درسگاہیں، معلمات کے لئے کمرے، لائبریری، نماز کی جگہ دیگر تمام سہولیات موجود ہیں۔ گجرات میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔اس وقت مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد میاں بن مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم ہیں۔

جامعہ البنات ٹنکاریہ — بھروچ: مدرسہ کے مہتمم مولانا سماعیل بھوٹا صاحب دامت برکاتہم، من جانب مجلس خدام الدین العالیہ (لندن) ہیں۔ یہاں موقوف علیہ تک تعلیم دی جاتی ہے۔مدرسہ کا رقبہ ۲۰/ ایکڑ پر محیط ہے اور یہاں ۴۰۰/ طالبات زیر تعلیم ہیں۔

دارالعلوم ست پون — بھروچ: اس مدرسہ میں دورۂ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے۔مدرسہ کے مہتمم مولانا بشیر احمد صاحب ہیں اور اساتذۂ حدیث مولانا شوکت صاحب اور مولانا نذیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔

دارالقرآن — جمبوسر: مدرسہ کے مہتمم مفتی احمد صاحب اور شیخ الحدیث مولانا مفتی اسماعیل ٹھرکودرہ ہیں۔مدرسہ میں ۴۲/ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

دارالعلوم کھرود — ضلع بھروچ: یہاں دورۂ حدیث تک تعلیم دی جاتی ہے۔

دارالعلوم انکلیشور — ضلع بھروچ: مدرسہ کے مہتمم مولانا موسیٰ صاحب اور شیخ الحدیث مولانا ولی صاحب دامت برکاتہم ہیں اور یہاں تقریباً ۳۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

جامعۃ الصالحات — منوبر قریب بھروچ: مدرسہ کے مہتمم مولانا اسماعیل صاحب منوبری ہیں اور مدرسہ میں تین ہزار طالبات زیر تعلیم ہیں۔ یہاں چند عربی مدارس بھی موجود ہیں جہاں ابتدائی درجات تک علوم عربیہ اسلامیہ پڑھائے جاتے ہیں۔

۱-مدرسہ سلم العلوم (کالیرا)،۲-مدرسہ عربیہ (کاکوسی)،۳-مدرسہ عربیہ (پالن پور)،۴-مدرسہ عربیہ (رادھن پور)، ۵- مدرسہ ابراہیمیہ (جام نگر)، ۶- مدرسہ عربیہ (کڑی)، ۷- مدرسہ عربیہ (بھوج)، ۸- مدرسہ عربیہ رشیدیہ (نانی نرولی-سورت)، ۹- مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم (تیراج)، ۱۰- مدرسہ عربیہ (عالیپور ضلع بلسار)، ۱۱- مدرسہ عربیہ (مانگڑول، کاٹھیاوار)،۱۲-مدرسہ عربیہ (سورت رامنواڑہ)،۱۳-دارالعلوم کھلی (ضلع پالن پور) مدرسہ کے مہتمم مولانا آدم صاحب دامت برکاتہم ہیں،۱۴-جامعہ للبنات (مانگرول)،۱۵-جامعہ تعلیم القرآن (وتھلی ضلع جوناگڑھ، کاٹھیاوار) مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد کڑود ہیں۔۱۶-جامعہ للبنات (جوگواڑ)،۱۷-جامعہ تعلیم القرآن (ضلع بلسار)، ۱۸-صوفی باغ کا مدرسہ (سورت شہر)، ۱۹-دارالعلوم رتن پور (شمالی گجرات) مدرسہ کے مہتمم مولانا عبدالاحد صاحب دامت برکاتہم ہیں۔۲۰-جامعہ مظہر سعادت (ہانسوٹ ضلع بھروچ) مدرسہ کے مہتمم مولانا عبداللہ مظاہری صاحب دامت برکاتہم ہیں۔۲۱-جامعہ حمیدیہ للطالبات (پانولی) مدرسہ کے رئیس قاری عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ ۲۲-دارالعلوم ٹنکاریہ بھروچ یہاں تقریباً ۱۰۰ طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔

دارالیتامیٰ — بھروچ شہر: مدرسہ کے مؤسس حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مولانا عبدالصمد واز کانیریؒ نے مدرسہ کو بہت ترقی دی۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا ابراہیم کرماڈی دامت برکاتہم ہیں۔ یہاں تقریباً ۳۰۰ یتیم طلباء کو ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

لائق تحسین بات یہ ہے کہ یہ تمام اسلامی عربی مدارس طلباء واساتذہ پر جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں وہ صرف اور صرف اصحاب خیر مسلمانوں کی اعانت سے ہوتا ہے۔حکومت سے قطعاً کسی قسم کی مدد نہیں لی جاتی۔مزید یہ کہ ڈھابیل میں شیخ محمد بن موسیٰ سملکیؒ نے نادر علمی کتب کے خزانہ کو شائع کرنے کے لئے ایک مجلس علمی کی بنیاد رکھی مجلس نے شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمہ اللہ کی مصنفات، علامہ انور شاہ کشمیری کی کتابوں کو بھی شائع کیا،مجلس کی کاوشوں میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی درسی تقریر فیض الباری، نصب الرایہ اور مصنف عبدالرزاق شامل ہیں۔اس کارِ خیر میں شریک ہونے والے ہر عام وخاص کے لئے اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خوب جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ بھی دعا ہے کہ ان دینی مراکز کی ہر قسم کے شر سے حفاظت فرمائے۔

گجرات کے مدارس کا نصابِ تعلیم: ساتویں صدی سے چودھویں صدی تک نظام تعلیم زمانہ کے تقاضوں کے مطابق بدلتا رہا جس کا تفصیلی ذکر علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے اپنی کتاب "تاریخ الثقافة الإسلامية في الهند" میں کیا ہے۔اس زمانے میں گجرات کے اسلامی مدارس میں نصاب تعلیم یہ ہے:

۱-علم الصرف میں: معلم الصرف، صرف میر، میزان منشعب، فصول اکبری اور تمرین الصرف۔۲-علم نحو میں: تمرین النحو، نحو میر، ھدایۃ النحو، کافیہ یا الدروس النحویۃ، شرح جامی یا شرح شذور الذھب۔۳-علم فقہ میں: نور الایضاح،

مختصر القدوری، کنز الدقائق، شرح وقایہ اور ہدایہ مکمل۔ ۴-اصول فقہ میں: اصول الشاشی، نورالانوار اور حسامی۔ ۵-علم ادب میں: قصص النبیین مکمل پانچ حصے، القراۃ الراشدۃ یا نفحۃ العرب، المقامات الحریریۃ یا مختارات، دیوان المتنبی قافیہ راء تک چند منتخب قصیدے۔ ۶-علم انشاء میں: القراۃ الواضحۃ (جزء اول وثانی) معلم الانشاء مکمل تین حصے۔ ۷-علم منطق میں: تیسیر المنطق، مرقات، شرح تہذیب، بعض مدارس مین قطبی ومیر قطبی اور سلم العلوم۔ ۸-علم فلسفہ میں: ھدایۃ الحکمت ومیبذی۔ ۹-علم بلاغت میں: تلخیص المفتاح، مختصر المعانی، البلاغۃ الواضحۃ اور بعض مدارس میں سفینۃ البلغاء۔ ۱۰-علم مناظرہ میں: الرشیدیہ۔ ۱۱-علم عقائد میں: عقیدۃ الطحاوی وشرح العقائد للنسفی۔ ۱۲-علم حدیث میں: مکمل ریاض الصالحین، مشکوۃ المصابیح، صحاح ستہ اور مؤطین۔ ۱۳-علم اصول حدیث میں: نخبۃ الفکر۔ ۱۴-علم تفسیر میں: تفسیر الجلالین، تفسیر البیضاوی (سورۃ البقرۃ)۔ ۱۵-علم اصول تفسیر میں: الفوز الکبیر۔ ۱۶-علم القرأۃ والتجوید میں: جمال القرآن، فوائد مکیہ، ھدیۃ الوحید، خلاصۃ البیان، المقدمۃ الجزریۃ اور الشاطبیۃ۔ ۱۷-علم الفرائض میں: معین الفرائض، سراجی۔ ۱۸-تاریخ اسلامی میں: تاریخ الخلافۃ الراشدۃ، بنوامیہ، بنوعباس۔ ۱۹-بعض مدارس کے چھوٹے درجات میں انگریزی۔

بچوں کا گھر: ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ گجرات میں ''بچوں کا گھر'' کے نام سے مدارس کا ایک سلسلہ ہے جہاں ان دیہات سے مسلمان بچوں کولاکر پڑھایا جاتا ہے جہاں ہندو آبادی زیادہ اور مسلمانوں کے گھر بہت کم تعداد میں ہوتے ہیں، جہاں دینی تعلیم دینا تو درکنار کسی اسلامی شعار کو اختیار کرنا انگارے کو ہاتھ لگانے کے مترادف ہے، ان مدارس میں سے چند یہ ہیں: ۱-بچوں کا گھر، پالیج، یہاں ۲۵۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ ۲-بچوں کا گھر، آمود بھروچ، یہاں ۳۰۰ طلباء اور ۳۰۰ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ۳-بچوں کا گھر، داگرہ بھروچ، یہاں ۳۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ ۴-بچوں کا گھر، دیولیا بڑودہ، مدرسہ کے مؤسس مولانا سعید صاحب ہیں۔ تین سال قبل فسادات میں اس مدرسہ کو کافی نقصان پہنچا اور کچھ حصہ جلایا گیا تھا۔ ان مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

دین کی دعوت وتعلیم کی اشاعت میں گرانقدر نمایاں خدمات: ان اسلامی عربی مدارس سے ہزاروں کی تعداد میں حفاظ، قراء اور علماء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور انہوں نے صحیح تعلیمات کے پھیلانے، عقائد کی اصلاح، بدعات وخرافات کے قلع قمع، تعلیم قرآن کریم اور ابتدائی مکاتب کے قیام میں کٹھن وقت گزارا۔ ان حضرات کی یہ خدمات گجرات ہی تک محدود نہیں بلکہ ان میں سے علماء وفضلاء کی ایک بڑی جماعت نے مختلف ممالک کا سفر کیا اور دین کی دعوت واسلامی تعلیمات کے پھیلانے میں بڑا حصہ لیا۔ چنانچہ گجرات کے علماء نے جنوبی افریقہ، زمبیا، ملاوی، زمبابوے، لوٹ سوانا، کینیا، موریشس، برطانیہ، مڈغاسکر، تنزانیہ، ویسٹ انڈیز، سنگاپور، فیجی، کینیڈا، برما، پاناما، دیانا وغیرہ ممالک کا سفر کیا اور اسلامی ثقافت کے پھیلانے میں انتھک جدوجہد کی۔

ان میں سے بعض حضرات نے ایسے اسلامی مراکز قائم کیے جن کا ان ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی اصلاح

پر گہرا اثر پڑا، ان عظیم خدمات کا اندازہ ہر وہ شخص با آسانی کر سکتا ہے جو ان ممالک کا سفر کرے۔ بعض حضرات نے گجراتی زبان میں تالیف و ترجمہ کا بیڑا اٹھایا ہے اور ایک بڑی تعداد میں دینی کتابیں تالیف و ترجمہ کیں۔ چنانچہ قرآن کریم کے کئی تراجم، حدیث، فقہ، تصوف اور اخلاق کی کتابوں کے ترجمہ کئے گئے اور عقائد و اعمال سے متعلق کئی کتابیں لکھی گئیں جن کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے جن سے عربی و اردو سے ناواقف حضرات بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(نوٹ: ہندوستان میں درخشاں تاریخ کے حامل صوبہ گجرات کے مدارس سے متعلق یہ مضمون اصلاً حضرت مولانا عبداللہ بن اسماعیل صاحب سورتی دامت برکاتہم حال مقیم کینیڈا کی عربی تالیف "أضواء على تاريخ الحركة العلمية والمعاهد الاسلاميه والعربيه فى غجرات" سے ماخوذ ہے۔ نیز مولانا اسماعیل بھوٹا صاحب (رکن مجلس خدام الدین العالمیہ، لندن) دامت برکاتہم کی معلومات سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔)

☆☆☆

مقصودِ زندگی

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو اہم دعائیں آئی ہیں ان میں سے ایک لمبی دعا کا ایک آخری ٹکڑا یہ ہے: ولا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا غاية رغبتنا۔

اے اللہ! دنیا کو نہ ہمارا مقصودِ اعظم بنا دینا اور نہ ہمارے معلومات کی انتہا اور نہ ہمارے شوق، خواہش کی منزل مقصود۔

اسے پڑھنے کے بعد سوچیے کہ ہمارا آپ کا عمل کسی درجہ بھی اس کے مطابق و ماتحت ہے؟ جس دن سے ہماری اولاد ہوتی ہے۔ اس کے لیے ہماری بڑی سے بڑی کوشش اور خواہش کیا رہنے لگتی ہے؟ یہی نا کہ یہ اونچی سے اونچی ڈگری حاصل کرے۔ اونچے سے اونچے امتحانی مقابلہ میں کامیاب ہو اور اونچی سے اونچی ملازمت، فلاں سے رشتہ یا پیشے میں حاصل کرے۔ نمبر اول نہ سہی، دوسرے تیسرے درجہ کسی نمبر پر بھی۔ کوئی خیال اس کا آتا ہے کہ آخر زندگی کا مقصد کیا ہے اور تعلیم و تربیت اور ہر قسم کی ''ترقی'' کی آخری منزل آخر کیا ہونا ہے؟

یہ ہر قسم کے اسکولوں، کالجوں، یونی ورسٹیوں میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو اندھا دھند جھونکتے رہنا اور ترقی اور اونچی تنخواہ کے ہر راستہ پر آنکھ بند کر کے اپنی اولاد کو ڈال دینا کس ذہنیت کی علامت ہے؟ مآل اندیشی اور عافیت بینی کا شائبہ بھی اپنے اندر رکھتا ہے؟ ہر مومن اور مومن زادہ اور مومن زادی کا جو شعور اور مقصد زندگی ہونا چاہیے۔ اس سے کسی طرح بھی ہماری بے شعوری اور بھیڑ چال میل کھاتی ہے نسلوں پر نسلیں گزر گئیں، حکومتیں بدلیں، انقلابات آئے، لیکن دنیا کی اس ناز برداری اور اس کے ساتھ اس مستقل نیازمندی کی روش میں ہم نے اپنی روش میں کوئی فرق آنے دیا؟ بلکہ دنیا پرستی کے اس انہماک میں نئی نسل تو اپنے سے پرانی پر اور سبقت لیے ہی جاتی ہے؟ جس قوم کو دیدۂ بینا دے کر بتایا گیا تھا کہ سفرِ ہستی نہایت طویل ہے اور یہ عالم ناسوت اس کا ایک بہت ہی محدود، مختصر اور صرف ابتدائی حصہ ہے۔ محرومی اور کور بختی کی انتہا ہے کہ اس نے اپنی آنکھیں پھوڑ کر اندھی قوموں کی تقلید میں اسی دنیا کو سب، کچھ سمجھ رکھنے پر قناعت کر لی ہے اور اپنی ''روشن خیالی'' پہ اسے فخر و اطمینان ہے۔

(مولانا عبدالماجد دریابادی)